Biannual Research Journal
AL-IDAH
Published by
SHAYKH ZAYED ISLAMIC CENTRE
UNIVERSITY OF PESHAWAR
PESHAWAR PAKISTAN
ISSN (Print) : 2075-0307
ISSN (Online) : 2664-3375
OPEN ACCESS
ششماہی تحقیقی مجلہ
الإيضاح
شیخ زاید مرکز اسلامی جامعہ پشاور
www.al-idah.pk
Vol:41 ISSUE:II
July-Dec 2023

دنیا کا پہلا بین الاقوامی تحریری آئین میثاق مدینہ اور میگنا کارٹا کا تقابلی جائزہ

A Comparative Analysis Of The First-Ever Written Constitution, The Magna Carta And The Charter Of Medina

Issue: *https://www.al-idah.pk/index.php/al-idah/issue/view/39*
URL: *https://www.al-idah.pk/index.php/al-idah/article/view/865*
Article DOI: *https://doi.org/10.37556/al-idah.041.02.0865*

Author (s) :
Owais Anwer
Lecturer, Indus University, Karachi, Email: owaisanwer1999@gmail.com
Muhammad Ishaq Alam
Assistant Professor, Department of Usuluddin, Karachi University, Email: dr.ishaqalam@gmail.com

How to Cite **:** *Owais Anwer and Muhammad Ishaq Alam 2023. A Comparative Analysis Of The First-Ever Written Constitution, The Magna Carta And The Charter Of Medina. Al-Idah . 41, - 2 (Dec. 2023), 213 - 234.*

Publisher **:** *Shaykh Zayed Islamic Centre, University of Peshawar, Al-Idah – Vol: 41 Issue: 2 / July – Dec 2023/ P. 213 - 234.*

Article History:

Received on:	***14 – Sep - 2023***
Accepted on:	***07 – Nov - 2023***
Published on:	***20 – Dec - 2023***

This work is licensed under a Creative Common Attribution 4.0 International License
Author(s) declared no conflict of interest

Abstract & Indexing
Islamic Research Index
Australian Islamic Library
Crossref
DOAJ Directory of Open Access Journals
International Scientific Indexing
Index Copernicus International

Abstract:
The Charter of Madinah is not the world's first written constitution though it has the highest covenant and constitutional characteristics in terms of its content and meaning. The covenant is a distinct constitution emblematic of the Quran and Sunnah. In the light of this constitution, not only Ansaar and Muhajirin but Jews and other minorities lived amicably in Madinah. The Charter of Madinah carries all the fundamental features that an ideal constitution should have. According to the treaty, Madinah was considered the 1st Islamic state which had won acceptance of all the Jewish tribes and clans of other minorities living within the premises of Madinah. In the constitution, the rights of Muslims were explicitly mentioned and it was ensured that rights of all minorities are protected. The treaty was held abiding by all the residents of Medina and all were required to observe the rights of each other. Some historians report that the Magna Carta was the first International treaty or constitution which was reportedly written down in 1215 during the era of King John-I of England. In this article, a comparative analysis has been made between both constitutions focusing the minorities' rights.

Keywords: *Charter of Madinah, Magna Carta. first written constitution. King John-I*

بسم اللہ الرحمن الرحیم

میثاق مدینہ اسلام کا پہلا تحریری بین الاقوامی معاہدہ تھا جو رسول اللہ ﷺ نے یہود کے قبائل کے ساتھ کیا تھا۔اس سے پہلے جتنے بھی معاہدات وجود میں آئے وہ تحریری نہیں تھے۔رسول اللہ ﷺ نے مدینہ ہجرت کے بعد یہاں کی آبادی(خصوصاً یہود)کے ساتھ ایک معاہدہ کیا جو میثاق مدینہ کے نام سے موسوم ہے۔یہ پہلا بین الاقوامی تحریری معاہدہ تھا جس کو بعد میں ایک مستقل آئین کی حیثیت حاصل ہوئی اور ریاست مدینہ کا پہلا تحریری آئین شمار ہوا۔اس کے بارے میں ڈاکٹر محمد حمید اللہؒ رقمطراز ہیں:

> عام قواعد و قوانین ملک کم و بیش ہر جگہ تحریری صورت میں ملتے ہیں لیکن دستور مملکت کو عام قوانین سے علیحدہ تحریری صورت میں لایا جانا اس کی نظیر باوجود بڑی تلاش کے مجھے عہد نبوی سے پہلے نہیں مل سکی(1)

میثاق مدینہ کا پس منظر:

جب رسول اللہ ﷺ مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو مدینہ میں یہود کے بہت سے ایسے قبائل آباد تھے جو صدیوں سے حکومت کرتے چلے آرہے تھے۔ جن میں بنو قینقاع، بنو نظیر اور بنو قریظہ۔ یہ قبائل مدینہ کی سیاست، معیشت اور اقتدار پر قابض تھے۔ لہٰذا آپ ﷺ کو بہت سے امور درپیش تھے جن میں سب سے زیادہ اہم معاملہ اپنی قیادت کو تسلیم کرانا تھا۔ کیونکہ اگر قیادت کو تسلیم نہ کرایا جائے تو ریاست کیسے وجود میں آئے گی اس لیے قیادت کو تسلیم کرانے کے لیے آپ ﷺ نے یہود سے ایک معاہدہ کیا جو دنیائے تاریخ کا ایک اہم دستور بن گیا جس کی روشنی میں عرب و عجم کو منور کیا اور دنیا میں امن و سلامتی کو قائم کیا۔

میثاق مدینہ کے مقاصد:

1. یہود سے اپنی قیادت کو تسلیم کرانا
2. مدینہ منورہ کو ایک ایسی عظیم بین الاقوامی ریاست بنانا جس کی بنیاد حاکمیت اعلیٰ پر ہو۔
3. مسلمانوں کی جان و مال کی حفاظت کو یقینی بنانا، اور اسلامی ریاست کو اندرونی بیرونی خطرات سے بچانا۔
4. قریش کی سختیاں اور پریشانیوں سے محفوظ ہونے اور اطمینان حاصل کرنے کے لیے تاکہ بیرونی مداخلت سے کسی طرح امن میسر ہو سکے۔
5. بغیر کسی روک ٹوک کے تبلیغ کے کام کو سرانجام دینا اور مسلمانوں کی دینی تربیت کے لیے ایک عالمی درسگاہ کا انتظام کرنا۔
6. دنیا کو ایک عالمی نظام حکومت دینا جس کے سائے تلے ساری دنیا کو امن و سکون حاصل ہو۔
7. مختلف قبائل کے درمیان جو صدیوں سے خانہ جنگی چل رہی تھی اس کا سد باب کرنا۔

گرد نواح کے قبائل کو اس بین الاقوامی معاہدہ میں شریک کرنا:

میثاق مدینہ ایک بین الاقوامی معاہدہ تھا۔ اس لیے رسول اللہ ﷺ نے صرف یہود پر ہی اکتفاء نہیں کیا بلکہ اہل مدینہ کے یہود کے ساتھ ساتھ آس پاس کے مختلف قبائل کو بھی اس معاہدہ میں شریک کیا۔

قاضی سلیمان منصور پوری رقمطراز ہیں:

> اس معاہدہ پر مدینے کی تمام آباد قوموں کے دستخط ہوگئے اس کے بعد رسول ﷺ نے چاہا کہ گرد و نواح کے قبیلوں کو بھی اسی معاہدہ میں شامل کیا جائے، اس کے دو فائدے ہونگے:

1. جو خانہ جنگی قبائل کے درمیان ہمیشہ جاری رہتی اور خلق خدا کے خون سے خدا کی زمین رنگین رہتی ہے اس کا انسداد ہو جائے گا.
2. قریشِ مکہ ان لوگوں کو جن سے معاہدہ ہو جائیگا مسلمانوں کے خلاف برانگیختہ نہ کر سکیں گے.

لہٰذا اس مبارک امن بخش ارادہ سے نبی ﷺ نے ہجرت کے پہلے سال ہی ودان تک (جو مکہ اور مدینے کے درمیان ہے) سفر فرمایا اور قبیلہ بنی حمزہ بن بکر بن عبد مناف کو اس معاہدہ میں شریک کر لیا، اس عہد نامہ پر عمرو بن مخشی الضمری نے دستخط کیے تھے۔ اسی ارادہ سے ماہ ربیع الاول 2ھ کو آپ ﷺ نے ضوی کی طرف ہجرت کی اور کوہ بواط کے لوگوں کو شریک معاہدہ کیا۔ اسی سال جمادی الاخریٰ میں آنحضرت ﷺ ذی العشیرہ تشریف لے گئے یہ مقام ینبوع اور مدینے کے درمیان ہے اور بنو مندلج سے معاہدہ لیکر مدینے تشریف لائے[2]

معاہدہ کی دفعات کی تعداد:

میثاق مدینہ کی دفعات کے بارے میں مختلف رائے ہیں: البتہ اس منشور کو مؤرخین نے دو حصوں میں تقسیم کیا ہے۔

پہلا حصہ: اس کا تعلق مہاجرین وانصار کے معاشی، اقتصادی، معاشرتی اور سیاسی معاملات کے ساتھ ہے

دوسرا حصہ: اس کا تعلق یہود کے تمام قبائل کے ساتھ جنگ بندی، امن معاہدہ اور تحفظ کے ساتھ ہے۔

یہ پوار معاہدہ ابن ہشامؒ نے ابن اسحاق سے روایت کیا ہے۔ اس معاہدہ کو آئینی شکل میں تقسیم کیا جائے گا جس سے اس کی آئینی شکل واضح ہو جائے گی۔

آرٹیکل 1: آئینی دستاویز من جانب رئیس الدولۃ

هَذَا كِتَابٌ مِنْ مُحَمَّد النبي الأمي

یہ اللہ کے رسول محمد ﷺ کی طرف سے ایک دستاویزی آئین ہے۔

آرٹیکل 2: ریاست کے آئینی طبقات

بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُسْلِمِينَ مِنْ قُرَيْشٍ وَيَثْرِبَ وَمَنْ تَبِعَهُمْ فَلَحِقَ بِهِمْ وَجَاهَدَ مَعَهُمْ

یہ معاہدہ مسلمانان قریش اور اہل یثرب اور ان لوگوں کے مابین ہےاور جولوگ ان کے تابع ہوں اور ان کے ساتھ شامل ہوں اور ان کے ہمراہ جنگ میں حصہ لیں۔

آرٹیکل 3: دستوری قومیت کی تشکیل

إِنَّهُمْ أُمَّةٌ وَاحِدَةٌ مِنْ دُونِ النَّاسِ تمام لوگوں کے بالمقابل ایک الگ قومی تشخص سے جانا جائے

آرٹیکل 4: سابقہ قانون دیت کی توثیق

الْمهاجرونَ من قُريشٍ علَى ربعتهم يتعاقلُونَ بينهمْ وهمْ يفْدُونَ عانيهمْ بالْمعرُوف والْقسط، وبنو عوف علَى ربعتهمْ يتعاقلُونَ معاقلهم الْأُولَى وَكُلُّ طَائفة تفْدي عانيها بالْمعروف والْقسط بين الْمؤمنين

قریشی مہاجرین اپنی سیادت و قیادت اور ذمہ داری پر قائم رہیں گے، حسب سابق باہمی دیت ادا کرتے رہیں گے اور اپنے قیدیوں کا عرف کے مطابق اور انصاف کے ساتھ فدیہ ادا کریں گے۔ بنو عوف اپنی سیادت و قیادت پر ہوں گے، حسب سابق اپنی باہمی دیت داا کریں گے اور ہر فریق اپنے قیدیوں کو مسلمانوں سے عرف اور انصاف کے ساتھ چھڑوائے گا۔

آرٹیکل 5: تمام قبائل کے لیے قانون دیت کی توثیق

ثُمَّ ذَكَرَ كُلَّ بطْنٍ منْ بطُون الْأَنْصار وأَهْلَ كُلِّ دارٍ بَنِي ساعدَة، وبني جشم، وبني النَّجَّار، وبني عمرو بن عوف، وبني النَّبيت

پھر آپ ﷺ نے انصار کے ہر خاندان، بنی ساعدہ، بنی جشم، بنی نجار، بنی عمرو بن عوف اور بنی نبیت کا بھی ذکر فرمایا۔ (یعنی ان میں سے ہر قبیلہ کو برابری حاصل ہو گی دیت اور فدیہ کے اعتبار سے)

آرٹیکل 6: امداد باہمی کی ترویج

وإنَّ الْمؤمنين لَا يتركُونَ مفْرحا بينهم أَنْ يعطُوهُ بالْمعروف في فداء وعقْلٍ

کہ آپس میں مسلمان کسی کو مفلس و بے سہارا نہیں چھوڑیں گے، اس کے فدیہ اور دیت میں معروف طریقہ سے تعاون کریں۔

آرٹیکل 7: ناحق حمایت کی مذمت

وَلَا يُحَالِفُ مُؤْمِنٌ مَوْلَى مُؤْمِنٍ دُونَهُ

کوئی مسلمان کسی دوسرے مسلمان کے غلام کے ساتھ اس کی مرضی کے بغیر کوئی معاہدہ نہ کرے۔

آرٹیکل 8: مظالم، جبر و تشدد کے خلاف آپس میں اتحاد قائم کرنا

وَإِنَّ الْمُؤْمِنِينَ الْمُتَّقِينَ عَلَى مَنْ بَغَى مِنْهُمْ أَوِ ابْتَغَى دَسِيسَةَ ظُلْمٍ أَوْ إِثْمٍ أَوْ عُدْوَانٍ أَوْ فَسَادٍ بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ، وَإِنَّ أَيْدِيَهُمْ عَلَيْهِ جَمِيعِهِمْ وَلَوْ كَانَ وَلَدَ أَحَدِهِمْ

کوئی بھی مسلمان کسی بھی سرکش، جور، جفا، ظلم و زیادتی اور گناہ و عصیان کے خواہش مند کے خلاف محاذ قائم کریں گے خواہ ان کے اپنے فرزند کے ہی خلاف ہو۔

آرٹیکل 9: آپس میں قتل و قتال کی ممانعت

وَلَا يَقْتُلُ مُؤْمِنٌ مُؤْمِنًا فِي كَافِرٍ وَلَا يَنْصُرُ كَافِرًا عَلَى مُؤْمِنٍ

کوئی مسلمان کسی مسلمان کو کافر کے بدلہ نہ قتل کرے اور نا ہی کسی کافر کی مسلمان کے مقابلہ میں مدد کرے۔

آرٹیکل 10: مساوات امت کی ہدایت

وَإِنَّ ذِمَّةَ اللَّهِ وَاحِدَةٌ يُجِيرُ عَلَيْهِمْ أَدْنَاهُمْ

اللہ تعالیٰ کا عہد اور پناہ ایک ہی ہے۔ ایک ادنی مسلمان کسی کو بھی پناہ دے سکتا ہے۔

آرٹیکل 11: وحدانیت امت کی ترغیب

وَإِنَّ الْمُؤْمِنِينَ بَعْضُهُمْ مَوَالِي بَعْضٍ دُونَ النَّاسِ

ایمان والے غیر مسلموں کے بالمقابل ایک دوسرے کے بھائی ہیں۔

آرٹیکل 12: اقلیت کے حقوق میں برابری

وَإِنَّهُ مَنْ تَبِعَنَا مِنْ يَهُودَ فَإِنَّ لَهُ النَّصْرَ وَالْأُسْوَةَ غَيْرَ مَظْلُومِينَ وَلَا مُتَنَاصَرَ عَلَيْهِمْ

جو یہودی ہمارے تابع ہوں وہ ہماری مدد اور غم خواری کے مستحق ہوں گے، الا یہ کہ وہ مسلمانوں پر ظلم کے مرتکب نہ ہوں یا ان کے خلاف کسی دشمن کی مدد نہ کریں۔

آرٹیکل 13: امن معاہدہ میں مسلمانوں کی یکساں رکنیت

وإنّ سلْم الْمؤمنين واحدةٌ لا يسالم مؤمن دون مؤمن في قتال في سبيل الله إلّا على سواء وعدل بينهم

تمام مسلمانوں کی مصالحت ایک ہو گی، جہاد میں کوئی مسلمان کسی مسلمان کو چھوڑ کر صلح نہ کرے بجز اس بات کے کہ وہ سب کے لیے مفید اور یکساں عدل وانصاف کی حامل ہو۔

آرٹیکل 14: جنگی قوانین

وإنّ كُلّ غازية غزت معنا يعقب بعضها بعضًا، وإنّ الْمؤمنين يبيء بعضهم بعضا بما نال دماءهم في سبيل الله

جو لشکر ہمارے ساتھ جنگ میں شامل ہو گا اسی کو آرام کا موقع فراہم کیا جائے گا۔اور مومنین، شہداء کے خاندانوں کی خیر خواہی اور کفالت کریں گے۔

آرٹیکل 15: اسلام ایک بہترین نظام حیات

وإنّ الْمؤمنين الْمتّقين على أَحْسن هُدًى وأَقْومه

بلاشبہ، مومنین اور متقین بہتر ہدایت اور اچھے طریقے پر فائز ہیں۔

آرٹیکل 16: معاہدین کا کسی دشمن کو پناہ دینے کی ممانعت

وإنّه لا يُجير مشركٌ مالًا لقريش ولا نفسا ولا يحول دونه على مؤمن

کوئی معاہد مشرک، قریش کے مال و جان کی پناہ نہ دے گا اور نہ ہی مومن کے خلاف وہ حائل ہو گا۔

آرٹیکل 17: قانون قصاص کا اجراء

وانه من اغتبط مؤمنا قتلًا عن بينة فإنّه قودٌ به الى أَنْ يرضى ولِيُّ الْمقْتول، وإنّ الْمؤْمنين عليه كافّةً ولا يحلُّ لهم إلّا قيام عليه

جو شخص کسی مسلمان کو ناحق مار ڈالے تو اس پر قصاص لازم ہو گا یہاں تک کہ مقتول کے وارث دیت پر رضامند ہو جائیں،اور تمام مسلمان اس کے خلاف احتجاج کریں گے اور اس کے سوا ان کے لیے کوئی بھی چیز جائز نہیں ہو گی۔

آرٹیکل 18: فتنہ فساد اور معاہدہ کی خلاف ورزی کا قانون

وَإِنَّهُ لَا يَحِلُّ لِمُؤْمِنٍ أَقَرَّ بِمَا فِي هَذِهِ الصَّحِيفَةِ وَآمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ يَنْصُرَ مُحْدِثًا وَلَا يُؤْوِيهِ، وَإِنَّهُ مَنْ نَصَرَهُ أَوْ آوَاهُ فَإِنَّ عَلَيْهِ لَعْنَةَ اللَّهِ وَغَضَبَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُؤْخَذُ مِنْهُ صَرْفٌ وَلَا عَدْلٌ،

اور کوئی بھی مسلمان کو جو اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہو اور اس صحیفہ کے مندرجات کا اقرار کرتا ہو تو اس کے لیے جائز نہیں کہ وہ نئی بات کے ایجاد کرنے والے کی مدد کرے یا اس کو پناہ دے، جو شخص ایسے ایجاد کنندہ کی مدد کرے گا یا اس کو جگہ دے گا اس پر بروز قیامت اللہ کی لعنت، اور غیظ وغضب ہو گا اور نا ہی اس کی توبہ، فدیہ نا کوئی نفل اور فرض قبول ہو گا۔

آرٹیکل 19: حاکمیت اعلیٰ کا تصور

وَإِنَّكُمْ مَهْمَا اخْتَلَفْتُمْ فِيهِ مِنْ شَيْءٍ فَإِنَّ مَرَدَّهُ إِلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَإِلَى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اور جب تم میں کسی بھی چیز کے بارے میں اختلاف ہو تو اس کے فیصلہ کے لیے اللہ اور اس کے رسول کی طرف رجوع ہو گا۔

آرٹیکل 20: جنگی اخراجات میں یہود کی برابری

وَإِنَّ الْيَهُودَ يَتَفَقُونَ مَعَ الْمُؤْمِنِينَ مَا دَامُوا مُحَارِبِينَ

یہود جب تک محارب ہوں گے اس وقت تک وہ مسلمانوں کے ساتھ جنگی اخراجات برداشت کریں گے۔

آرٹیکل 21: تمام لوگوں کے لئے یکساں مذہبی آزادی

وَإِنَّ يَهُودَ بَنِي عَوْفٍ أُمَّةٌ مَعَ الْمُؤْمِنِينَ، لِلْيَهُودِ دِينُهُمْ وَلِلْمُسْلِمِينَ دِينُهُمْ مَوَالِيهِمْ وَأَنْفُسُهُمْ إِلَّا مَنْ ظَلَمَ وَأَثِمَ فَإِنَّهُ لَا يُوتِغُ إِلَّا نَفْسَهُ وَأَهْلَ بَيْتِهِ

اور بنی عوف بھی مسلمانوں کے ہمراہ ایک سیاسی وحدت تسلیم کیے جائیں گے۔ یہود کو مذہبی آزادی ہو گی اور مسلمان اپنے دین کے پابند ہوں گے۔ ان کے غلام اور خود محفوظ ہوں گے سوائے ظالم اور گناہ کے مرتکب کے، ایسا شخص اپنی ذات اور خاندان کی ہلاکت کا موجب ہو گا۔

آرٹیکل22: یہود کی اپنے تمام شاخوں کی جملہ حقوق میں برابری

وإنَّ ليهود بني النَّجَّار وبني الْحَارث وبني ساعدَة وبني جشم وبني الْأَوْس وبني ثعلبة وجفنة وبنى الشطنة مثل ما ليهود بني عوف، وإنَّ بطانة يهود كأنفسهم

بنی نجار، بنی حارث، بنی ساعدہ، بنی جشم، بنی اوس، بنی ثعلبہ، بنی جفنہ اور بنی شطنہ کے یہود کے بھی حقوق ہوں گے جو بنی عوف کے یہود کے ہیں۔ اور یہودیوں کی ذیلی شاخوں کو بھی اصل کے برابر حقوق حاصل ہوں گے۔

آرٹیکل23: رسول اللہ ﷺ کی امارت کو تسلیم کرنا

وإنَّه لَا يخرج منهم أَحدٌ إلا بأذن مُحَمَّد

کوئی بھی رسول اللہ ﷺ کی اجازت کے بغیر جنگ کے لیے نہیں نکلے گا

آرٹیکل24: قانون قصاص سے کوئی مستثنی نہیں ہے

ولا ينحجر علَى ثَأر جرحٍ

زخم اور ضرب کے بدلہ لینے میں کوئی رکاوٹ نہ ڈالی جائے گی۔

آرٹیکل25: کسی کے ناحق قتل میں قاتل کے ساتھ اس کا گھرانہ بھی شریک سمجھا جائے گا

وإنَّه من فتك فبنفسه إلا من ظلم، وان الله على أثر هذَا

جو شخص کسی کو غفلت اور فریب سے ہلاک کردے تو اس نے خود کو فریب دیا سوائے مظلوم شخص کے۔ اللہ اس کے ساتھ ہے جو اس (دستور العمل) کی زیادہ سے زیادہ تعمیل کرے گا۔

آرٹیکل26: جنگ کے جداگانہ اخراجات

وإنَّ علَى الْيهود نفقتهم وعلَى الْمسلمين نفقتهم

یہود اور مسلمان ہر کوئی اپنے اپنے اخراجات برداشت کرے گا۔

آرٹیکل27: دوران جنگ ایک دوسرے کی باہمی امداد

وإنَّ بينهم النَّصر علَى من حارب أَهْل هذه الصَّحيفَة

جو شخص اس دستور پر عمل دار آمد کرنے والی اقوام سے جنگ کرے گا اس کے خلاف وہ سب متحد ہوں گے۔

آرٹیکل 28: آپس میں مشورہ کرنا

وَإِنَّ بَيْنَهُم النُّصْحَ وَالنَّصِيحَةَ وَالْبِرَّ دُونَ الْإِثْمِ

معاہدہ کرنے والی اقوام کے درمیان تعلقات خیر خواہانہ، نیکی اور وفاداری پر منحصر ہوں گے۔ نا کہ بدعادی۔

آرٹیکل 29: مظلوم کی امداد

وَإِنَّهُ لَمْ يَأْثَمِ امْرُؤٌ بِحَلِيفِهِ، وَإِنَّ النَّصْرَ لِلْمَظْلُومِ

کوئی شخص اپنے حلیف کی وجہ سے مجرم نہیں ہو گا۔ اور مظلوم کی مدد و نصرت کی جائے گی۔

آرٹیکل 30: ریاست کی حد بندی

وَإِنَّ يَثْرِبَ حَرَامٌ جَوْفُهَا لِأَهْلِ هَذِهِ الصَّحِيفَةِ

اس دستور پر عمل درآمد کرنے والوں کے لیے یثرب اور اس کی جوف وادی (میدانی علاقہ) حرم مقدس ہو گا۔

آرٹیکل 31: حفاظت جان میں برابری

وَإِنَّ الْجَارَ كَالنَّفْسِ غَيْرَ مُضَارٍّ وَلَا آثِمٍ

پناہ طلب کرنے والے کو اصل کی طرح محترم ہو گا نہ اس کو ضرر پہنچایا جائے گا اور نہ ہی وہ عہد شکنی کرے۔

آرٹیکل 32: خواتین کے حقوق

وَإِنَّهُ لَا تُجَارُ حُرْمَةٌ إِلَّا بِإِذْنِ أَهْلِهَا

کسی خاتون کو اس کے گھر والوں کی اجازت کے بغیر پناہ نہیں دی جائے گی۔

آرٹیکل 33: اللہ اور رسول کے اختیارات

وَإِنَّهُ مَا كَانَ بَيْنَ أَهْلِ هَذِهِ الصَّحِيفَةِ مِنْ حَدَثٍ أَوِ اشْتِجَارٍ يُخَافُ فَسَادُهُ فَإِنَّ مَرَدَّهُ إِلَى اللَّهِ وَإِلَى مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللَّهِ، وَأَنَّ اللهَ عَلَى مَنْ أَتْقَى مَا فِي هَذِهِ الصَّحِيفَةِ وَأَبَرِّهِ،

اہل معاہدہ میں کوئی اختلاف یا حادثہ رونما ہو جس سے فساد برپا ہونے کا خطرہ ہو تو اس کا فیصلہ اللہ اور رسول کے سپرد ہوگا۔ اللہ ہر اس شخص کا محافظ و نگہبان ہو جو اس دستور کے مندرجات کے بارے میں احتیاط اور اس کی تعمیل کرے گا۔

آرٹیکل 34: ریاست کے دشمنوں کے لیے کوئی رعایت نہیں

وإنّه لا تجار قريش ولا من نصرها

قریش اور ان کے مددگاروں کو پناہ نہیں دی جائے گی۔

آرٹیکل 35: ریاست کا دفاع

وإنّ بينهم النّصر علَى من دهم يثرب

یثرب پر حملہ آوروں کے خلاف دونوں (یہود اور مسلمان) کو ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرنا ہوگا۔

آرٹیکل 36: معاہدہ امن کی پابندی لازم

وإذَا دعوا إلَى صلْحٍ يصالحونه ويلْبسونه فإنّهم يصالحونه وإنّهم إذَا دعوا إلَى مثْلِ ذلك فإنّه لهم علَى الْمؤْمنين إلّا من حارب في الدّين

اگر یہود کو صلح کے لیے بلایا جائے تو وہ بھی صلح کریں گے اور اس میں شریک رہیں گے، اور اگر یہود کسی سے مصالحت کریں تو مسلمان بھی صلح میں شریک ہوں گے لیکن مذہبی لڑائی اس سے مستثنیٰ ہوگی۔

آرٹیکل 37: ذمہ داریاں بحیثیت شہری

علَى كلِّ أُناسٍ حصّتهم من جانبهم الّذي قبلَهم

ہر شہری پر شہر کے اس گوشہ کی حفاظت ضروری امر ہے جو ان کی جانب اور بالمقابل ہوں۔

آرٹیکل 38: ظالم اور باغی امن سے مستثنیٰ

وإنّه لَا يحولُ هذَا الْكتاب دونَ ظَالمٍ أَو آثمٍ

یہ دستور کسی ظالم اور باغی کو امن فراہم نہیں کرے گا۔

آرٹیکل 39: حفاظت کی ذمہ داری ریاست پر ہوگی

وإنّه من خرج آمنٌ ومن قعد آمنٌ بالْمدينَة إلّا من ظَلَم أَو أَثم

جو شخص کسی ضرورت سے مدینہ سے باہر چلا جائے وہ بھی امن وامان میں ہوگا اور جو مدینہ میں مقیم ہو وہ بھی مامون و محفوظ ہوگا سوائے ظالم اور مجرم کے۔

آرٹیکل 40: نگہبانی صرف اللہ کی

وَإِنَّ اللَّهَ جَارٌ لِمَنْ بَرَّ وَاتَّقَى (3) اللہ تعالیٰ ہر نیک اور متقی کا محافظ و نگہبان ہو۔

میثاق مدینہ کی سیاسی اہمیت کے بارے میں ڈاکٹر نصیر احمد رقمطراز ہیں:

اس میثاق مدینہ سے مسلمانوں کو سیاسی اور عسکری نوعیت کے سات اہم فوائد حاصل ہوئے:

I. اسلامی مملکت کو ایک مضبوط اساس فراہم ہوگئی جسے داخلی اور خارجی دشمنوں کی سازشیں اور کوششیں متزلزل نہ کرسکیں۔ اسے یہود و مشرک قبائل نے تسلیم ہی نہیں کیا بلکہ اس کے حلیف بن گئے اور اس کے دفاع کی مشترکہ ذمہ داری بھی قبول کرلی۔ مسلمانوں کو دینی، قومی اور سیاسی تشخص حاصل ہوگیا اور اسے تسلیم بھی کرلیا گیا اور اس نے تحریک اسلام کی کامیابی کی راہ ہموار کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ مسلمانوں کو مدینے میں سیاسی اعتبار سے بالخصوص مرکزی حیثیت حاصل ہوگئی، جس کی بناپر وہ پہلے یثرب میں اور پھر سارے عرب میں دینی یعنی مذہبی، سیاسی، معاشی اور ثقافتی انقلاب لانے میں کامیاب ہوئے۔ میثاق مدینہ قریش کی کوششوں میں اس طرح حائل ہوا کہ ابتدائی دور میں جو از حد خطرناک تھا وہ مدینے میں کسی کو اپنا حلیف بنانے میں کامیاب نہ ہوسکے نیز جب انہوں نے مدینے پر بھرپور حملہ کیا تو اپنے سیاسی و مذہبی اثر ورسوخ کے باوجود کسی یہودی یا اپنے ہم مذہب قبیلے کو پیچھے سے مدینے پر حملہ کرنے پر آمادہ نہ کرسکے۔ جنگ بدر میں مسلمانوں کی تاریخ ساز فتح کا یہ بھی ایک بنیادی سبب تھا۔ علاوہ بریں جنگ احد قریش کی ناکامی کا بھی یہ ایک اہم سبب تھا۔ میثاق مدینہ اصل میں ایک دفاعی معاہدہ تھا، چنانچہ مسلمانوں نے جب قریش کو مرعوب کرنے اور بساط اقتصادیات پر ان کو زچ کرنے کی خاطر عسکری مہموں کا آغاز کیا تو مدینے کے کسی قبیلے نے نہ تو اعتراض کیا اور نہ مداخلت کی۔ اس دفاعی معاہدے نے اسلامی مملکت کے لیے حصار کا کام دیا، نیز اس سے مسلمانوں کو حلیف قبیلوں میں تحریک اسلام کا کام کرنے اور انھیں اسلام کے عقائد و تعلیمات سے روشناس کرانے اور شرک وبت پرستی کے نقصانات سے متنبہ کرنے کے سنہرے مواقع حاصل ہوگئے (4)

میگنا کارٹا: (Magna Carta)

بعض مؤرخین میگنا کارٹا کو پہلا بین الاقوامی معاہدہ قرار دیتے ہیں۔ یہ 1215ء میں انگلستان کے شاہ جان اول کے زمانے میں ہوا۔ لیکن اگر غور کیا جائے تو میثاق مدینہ میگنا کارٹا سے 600 سال پہلے وجود میں آیا۔ اس اعتبار سے میثاق مدینہ کی اہمیت میگنا کارٹا سے زیادہ ہے۔ اس کی تفصیل ذکر کرنے کے بعد ہم دونوں میں تقابل کریں گے۔

پس منظر:

> میگنا کارٹا یا منشورِ کبیر (Magna Carta) انسانی تاریخ کی ایک اہم قانونی دستاویز ہے۔ اس کے ذریعے برطانوی عوام نے 1215 میں رنی میڈ کے مقام پر اپنے بادشاہ جان کو مجبور کیا کہ وہ یہ مانے کہ وہ قانون سے بالاتر نہیں ہے۔ جان نے اس دستاویز کے ذریعے اس بات کو مانا۔ میگنا کارٹا نے تاریخ عالم پر گہرے اثرات مرتب کیے(5)

اس کی ایک شق کے تحت بادشاہ نے عہد کیا:

> No free man shall be seized or imprisoned or dispossessed or outlawed or in any way brought to ruin: we [the king] will not go against any man nor send against him, save by legal judgment or by the law of the land (6)
>
> کسی آزاد آدمی کو پکڑنا قید کرنا، یا بے دخل کرنا غیر قانونی قرار نہیں دیا جائے گا یا کسی بھی طرح سے برباد نہیں کیا جائے گا: ہم [بادشاہ] کسی بھی شخص کے خلاف نہیں جائیں گے اور نہ ہی اس کے خلاف بھیجیں گے، سوائے قانونی فیصلے یا ملک کے قانون کے۔

اس کی ایک اور شق کے تحت بادشاہ نے عہد کیا:

> To no man will we sell, or deny or delay, right or justice (7)
>
> ہم کسی کو حق یا انصاف نہیں بیچیں گے، نہ انکار کریں گے یا تاخیر کریں گے۔

میگنا کارٹا کے آرٹیکل کی تعداد:

میگنا کارٹا کے آرٹیکل کی تعداد میں کے بارے میں اختلاف ہے۔ بعض نے ان کی تعداد 63 ذکر کی ہے جبکہ کچھ مؤرخین نے اس کی تعداد 48 آرٹیکل بھی لکھی ہے۔

میثاق مدینہ اور میگنا کارٹا کے درمیان تقابلی جائزہ:

1. میثاق مدینہ اور میگنا کارٹا کے درمیان تقریباً 600 سال کا فاصلہ ہے۔ یعنی میگنا کارٹا (آئین) میثاق مدینہ کے دستور کے 600 سال کے بعد لکھا گیا۔ لہٰذا اولیت کے اعتبار سے میثاق مدینہ کا درجہ میگنا کارٹا سے زیادہ ہے۔ اور اگر ان دونوں کے زمانے کو مدار بنایا جائے تو یہ فیصلہ بھی آسان ہو جائے گا کہ میثاق مدینہ کا زمانہ وہ زمانہ تھا جب دنیا نے ترقی بھی نہیں کی تھی۔

2. میثاق مدینہ کی آئینی حیثیت کو تسلیم کیا گیا ہے اور اس کو مدینہ کی ریاست کا مکمل اور مدون آئین قرار دیا گیا تھا۔ جس پر اس زمانے کے تمام قبائل نے اتفاق کیا تھا۔ جبکہ میگنا کارٹا کی آئینی حیثیت کو سرے سے قبول ہی نہیں کیا گیا اس کے بارے میں مختلف مؤرخین کے اقوال درج ہیں۔

مشہور فرانسسی مصنف ٹاکولے (De Tocqucvillc) لکھتے ہیں کہ:

In England Constitution . ...there is no such thing [8]

انگلینڈ میں آئین نامی کوئی شئ نہیں ہے۔

میگنا کارٹا پر تبصرہ کرتے ہوئے تھامس پین (Thomas Paine) اپنا واقعہ ذکر کرتے ہیں:

A similar remark was made by Thomas Paine in these words Can Mr. Burke produce the English Constitution? If he cannot, we may fairly conclude that though it has been so much talked about, no such thing as a constitution exists or ever did exist. [9]

تھامس پین نے ایک بار برک سے سوال کیا تھا کیا مسٹر برک کیا آپ انگریزی آئین کی دستاویز مہیا کر سکتے ہیں؟ اگر نہیں کر سکتے تو پھر ہم بجا طور پر یہ نتیجہ اخذ کر سکتے ہیں کہ اگرچہ اس کا تذکرہ تو بہت کیا گیا مگر آئین جیسی کوئی شئے نہ موجود ہے اور نہ پہلے کبھی تھی۔

آنسن برطانوی آئین کے عیوب بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے۔

Anson says that the English Constitution is "a somewhat rambled. structure, and like a house which many successive owners have altered jus! so Fai as suited their immediate wants or the fashion of the time [10]

آنسن کا کہنا ہے کہ انگریزی آئین" کسی حد تک بے ترتیب ڈھانچہ ہے جو ایک ایسے گھر کی مانند ہے جس کے کئی پے در پے مالکان ہیں جو اس میں اپنی خواہشات کے یا اس وقت کے فیشن کے مطابق تبدیلی کرتے ہیں

3. تحریری آئین:

میثاق مدینہ ایک تحریری آئین تھا جس کو خود رسول اللہ ﷺ نے تحریر کروایا تھا۔ آج تک اس کے تمام مسودے اور تحریر احادیث کی کتابوں میں موجود ہیں۔ اس کے بارے میں ڈاکٹر محمد حمید اللہؒ رقمطراز ہیں:

عام قواعد و قوانینِ ملک کم و بیش ہر جگہ تحریری صورت میں ملتے ہیں لیکن دستور مملکت کو عام قوانین سے علیحدہ تحریری صورت میں لایا جانا اس کی نظیر باوجود بڑی تلاش کے مجھے عہد نبوی سے پہلے نہیں مل سکی[110]

لیکن میگنا کارٹا کے بارے میں خود مغربی مؤرخین نے اعتراف کیا کہ یہ تحریری آئین نہیں تھا۔ چنانچہ جارج برناڈ شاہ اس بات کی تصدیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> To quote George Bernard Shaw, "We have the British Constitution. but nobody knows what it is; it is not written down anywhere (12)

جارج برناڈ شا نے بھی ایک بار کہا تھا: ہمارا آئین ہے مگر کوئی نہیں جانتا کہ یہ کیا ہے، اس کی کوئی تحریری شکل نہیں ہے۔

4. میثاق مدینہ کی عظمت کے صرف مسلمان ہی نہیں بلکہ غیر مسلم مستشرقی بھی اس کی عظمت کے قائل ہیں۔ حالانکہ یہ وہی لوگ ہیں جن میں اکثر کا تعلق برطانیہ سے ہے۔ اور حقیقیت بھی یہی ہے کہ کسی بھی دستاویز کی عظمت کا اندازہ تب ہی لگایا جاسکتا ہے جب اغیار کسی چیز کی تعریف کریں۔ دنیا بھر کے مستشرقین کے میثاق مدنیہ کے بارے میں کیا رائے رکھتے ہیں ملاحظہ ہو:

آر۔آے نکلسن (R. A. Nicholson) میثاق مدینہ کی سیاسی بصیرت کے بارے میں تحریر کرتے ہیں:

> At the same time no one can study it without being impressed by the political genius of the author. Ostensibly a cautious and tactful reform, it was a revolution. Muhammad durst not strike openly at the independence of the tribes, but he

destroyed it, in effect, by shifting the Centre of power from the tribe to the community; and although the community included Jews and pagans as well as Muslims, he fully recognized, what his opponents failed to see, that the Muslims were active, and must soon be the predominant partners in the newly founded state.(13)

کوئی شخص بھی اس دستاویز کا مطالعہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیاسی بصیرت سے متاثر ہوئے بغیر نہیں کرسکتا۔ یہ دستاویز بدیہی طور پر ایک محتاط اور مبنی بر بصیرت اصلاح تھی، حقیقتاً یہ ایک انقلاب تھا۔ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ظاہراً تو قبیلوں کی آزادی پر کوئی ضرب نہیں لگائی مگر درحقیقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مرکز قوت کو قبیلہ سے قوم کی طرف منتقل کر کے اس کے اثر کو ختم کردیا۔ اگرچہ قوم میں یہود، کفار اور مسلمان شامل تھے جیسا کہ دستور میں تسلیم کیا گیا، مگر اس حقیقت کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مخالف نہ دیکھ سکے کہ مسلمان فعال اور متحرک تھے اور بہت جلد نوتشکیل شدہ ریاست کے نمایاں اور غالب حکومتی حصہ دار بننے والے تھے۔

مشہور مستشرق ٹوراینڈری (Tor Andrae) میثاق مدینہ پر تبصرہ کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

The law of the Medina congregation is the first draft of the theocratic constitution which gradually made Islam a world empire and a world religion. (14)

مدینے کی امت کے قوانین کسی دینی حکومت کے دستور کی وہ پہلی دستاویز ہیں جس نے بتدریج اسلام کو ایک عالمی سلطنت اور ایک عالمی دین بنادیا۔

ہنری اسمتھ اپنی رائے دیتے ہوئے رقمطراز ہیں: Henry Smith Williams

The first Arabic community with sovereign power was established by Muhammad (peace be upon him) in the city of Madina, not on the bases of blood which naturally tends or diversity, but upon that of religion binding on all. (15)

مکمل حاکمانہ اختیارات کے ساتھ عربی معاشرہ حضرت محمد ﷺ کے ہاتھوں شہر مدینہ میں قائم ہوا۔ لیکن خون کی بنیاد پر نہیں جو لا محالہ اختلافات کو جنم دیتا بلکہ دین کی بنیاد پر، جس کا اطلاق ہر فرد پر یکساں طور پر ہوتا ہے۔

ول ہاسن(j Wellhausen) ریاست مدینہ کی منظر کشی کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

In the circumstances stated the power of religion appeared chiefly as a political force. It created a community, and over it an authority which was obeyed. Allah was the personification of state supremacy. What with us is done in King's name was done in the name of Allah .... The idea of ruling authorities, till then foreign to the Arabs, was introduced through Allah. In this there was also the idea that no outward or human power, but only a power inwardly acknowledged and standing above mankind, had the right to rule. The theocracy is the negation of the Mulk, or earthly kingdom. The privilege of ruling is not a privilege for the enjoyment of the holder of it; the kingdom belongs to God, but His Plenipotentiary, who knows and carries out His will is the Prophet. He is not only the harbinger of truth, but also the only lawful ruler upon earth. Besides him no king was a palace, and no other prophet ...... The Prophet represents the rule of God upon earth; Allah and His messenger and always bound up in each other and stand together in the Creed. The theocracy may be defined as the commonwealth, at the head of which stands, not the king and the usurped or inherited power, but the Prophet and the Law of God. ([16])

ان حالات میں مذہب کی قوت ایک سیاسی قوت کے طور پر سامنے آئی اس سے ایک معاشرہ اور اس سے بھی بڑھ کر ایک مقتدر قوت سامنے آئی جس کی اطاعت کی جاتی تھی۔ ریاست کا اعلیٰ ترین برتر حاکم ذات الٰہی کو قرار دیا گیا۔ جو کچھ ہمارے ہاں بادشاہ کے نام پر ہوتا ہے، اللہ کے نام پر (یعنی اللہ کی حاکمیت اعلیٰ کے تحت) کیا جانے لگا۔ حکمرانی کا اختیار و اقتدار، اللہ کے اقتدار کے حوالے سے متعارف کروایا گیا جو اب تک عربوں کے لئے ایک اجنبی تصور تھا۔ اس طرح یہ تصور متعارف کروایا گیا کہ کوئی دنیاوی طاقت یا انسان حکمرانی کا (مطلقاً) حق نہیں رکھتا بلکہ یہ حق صرف ذات باری تعالیٰ کے لئے ہے جس

کا اقرار اہل ایمان دل سے کرتے ہیں اور جو انسانوں سے بالاتر ہستی ہے۔ مذہب کی ریاست کا مطلب ملک یعنی زمینی بادشاہت کی نفی ہے۔ (انسان کے لیے) حکمرانی کے حق کا یہ مطلب نہیں کہ اسے اس حکمرانی سے لطف اندوز ہونے کا حق بھی ہے کیونکہ حکمرانی کا اور سلطنت کا (اصلاً) تعلق تو خدا سے ہے لیکن اس کا رسول اس کے احکامات کو لینے والا اور اس کی مرضی کے مطابق روبہ عمل کرنے والا ہے۔ پیغمبر نہ صرف سچائی کی طرف ہدایت کرنے والا بلکہ زمین پر واحد مجاز حکمران ہے۔ آپ کے علاوہ نہ ہی تو کوئی حکمران ہے اور نہ ہی کوئی پیغمبر۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیا میں اللہ کی حکمرانی کے نمائندہ ہیں۔ تعلیم و عقیدہ میں اللہ اور اس کا پیغمبر باہم دیگر متعلق ہیں۔ تھیوکریسی ایک ایسی دولت مشترکہ ہے جس کا سربراہ نہ کوئی بادشاہ ہے نہ ہی کوئی جبری یا وراثتی طاقت اور جہاں کا قانون خدا کا قانون ہے۔

فرانٹس بہل (Shorter Encyclopedia of Islam) میں تحریر کرتے ہیں:

On the other hand, we possess for a somewhat later period when relationship between Muhammad and the Jews had begun to be strained, a valuable document in Muhammad's constitution which has been preserved by Ibn Ishak. It reveals his great diplomatic gifts for it allow the ideal which he cherished of an Umma religious in outlook to sink temporarily into the background and is shaped essentially by practical considerations. It is true that the highest authority is with Allah and Muhammad, before whom all matters of importance are to be laid, but the Umma also included Jews and pagans. (17)

دوسری طرف، بعد کے دور میں جب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور یہودیوں کے درمیان تعلقات کشیدہ ہوئے ہمیں ایک قابل قدر دستاویز، ''محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آئین،، ملتا ہے جسے ابن اسحاق نے (اپنی کتاب میں) روایت کیا ہے۔ یہ دستوری دستاویز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظیم سیاسی بصیرت کی عکاسی ہے کیونکہ اس کے تحت ایک مثالی امت کا وجود عمل میں آیا جس

کے لئے آپ نے جدوجہد کی تھی اور جو مذہبی مظہر کی حامل تھی اور اس کی تشکیل عملی بصیرت کی بنا پر کی گئی تھی۔ (اس ریاست میں دستور کے تحت) اعلیٰ ترین اقتدار اللہ تعالی اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تھا جن کے سامنے امت کے تمام اہم معاملے پیش کئے جاتے تھے۔ تاہم امت (ملک کی سیاسی وحدت) میں یہودی اور غیر مسلم بھی شامل تھے۔

جوزف ہل(Joseph Hell) رقمطراز ہے:

The so-called ordinance governing the community of Madinah shows so rare a statesmanship and is of such far-reaching import that we must acquaint ourselves with its main provisions. (18)

ریاست مدینہ چلانے کے لئے نافذ کئے جانے والے آئین سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عدیم المثل سیاسی بصیرت سامنے آتی ہے اور اس کی اہمیت بہت زیادہ دور رس نتائج کی حامل ہے جس کے لئے ہمیں اس کی نمایاں اور اہم شقوں سے متعارف ہونا ہوگا۔

مزید اس کے آخر میں لکھتا ہے کہ:

These passages read as if they were laying down the basis of an Islamic state [19]

اس آئین کا متن اس بات کو واضح کرتا ہے کہ اس کے ذریعے ایک اسلامی ریاست کی بنیاد رکھ دی گئی۔

منٹگمری واٹ نے اپنی کتاب(Muhammad at Madina) میں لکھا ہے کہ:

The referring of disputes to Muhammad, closely connected with the recognition of him as Prophet. The wording of the constitution is that disputes are to be referred to God and to Muhammad. (20)

مختلف ریاستی معاملات کا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے پیش کیا جانا اس بات کی دلیل تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اہل مدینہ نے پیغمبر تسلیم کرلیا۔دستور کے الفاظ یہ ہیں کہ تمام تنازعات فیصلہ کے لئے اللہ اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے پیش کیے جائیں گے۔

5. میثاق مدینہ کی عالمگیری کو ساری دنیا نے تسلیم کیا جبکہ میگنا کارٹا کوئی عالمی آئین نہیں تھا بلکہ وہ صرف برطانیہ تک ہی محدود رہا لیکن بعد میں اس کی کوئی اصل نہیں ملی۔

6. میثاق مدینہ میں اس زمانے کے تمام قبائل اور اقوام کے حقوق کی رعایت رکھی گئی تھی۔

7. مزید یہ کہ میثاق مدینہ میں اقلیت کے حقوق کو بھی مد نظر رکھا گیا تھا۔

8. اگرچہ مغرب نے انسانی حقوق کے تحفظ کے لیے دستوری سفر 1215ء میں شروع کیا مگر عام آدمی تک اس کے اثرات پہنچنے میں صدیاں بیت گئیں اس کا ثبوت اس امر سے ملتا ہے کہ ریاستی حکام کے خلاف عوامی شکایات کا ازالہ کرنے کے لیے محتسب (Ombudsman) کا تقرر یورپ میں پہلی مرتبہ سویڈن میں 1809ء میں کیا گیا جو ایک عرصہ تک گمنام اور رسمی عہدہ رہا۔ بہت بعد میں دیگر یورپی ممالک نے اسے اختیار کیا جبکہ 1ھ میں میثاق مدینہ سے شروع ہونے والا اسلام کا سیاسی وآئینی سفر 10 سال کے کم عرصے میں اپنے منتہائے کمال کو پہنچ گیا۔جب 10ھ میں حجۃالوداع کے موقع پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ تاریخی خطبہ ارشاد فرمایا جو آج بھی نسل انسانی کے لیے ایک آفاقی اور ابدی ورلڈ آرڈر کی حیثیت رکھتا ہے۔ پھر اس کے تسلسل اور اثر آفرینی کو خلفائے راشدین کے دور میں آگے بڑھایا گیا۔ جب ایک عام شہری کو بھی اتنی جرات اور اختیار حاصل تھا کہ وہ کسی بھی معاملہ پر خلیفہ وقت کا احتساب کر سکے۔[21]

9. آج ترقی یافتہ ممالک کے دساتیر میں امریکہ کے دستور کو 7000 الفاظ کا مختصر ترین مثالی دستور قرار دیا جاتا ہے مگر 1400 سال قبل حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دیا ہوا 730 الفاظ پر مشتمل میثاق مدینہ اس سے کہیں زیادہ جامع، موثر اور مکمل دستور ہے جس میں تمام آئینی طبقات کے حقوق کا تحفظ کیا گیا۔[22]

10. میثاق مدینہ ایک اہم معاہدہ تھا جو یہود اور اس زمانے کے تمام قبائل کی باہمی رضامندی سے معرض وجود میں آیا جبکہ میگنا کارٹا کا وجود ایک جھگڑا کی وجہ سے ہوا۔ یہ جھگڑا بادشاہ جان اور اس زمانے کے امراء کے درمیان حقوق کے اختیارات کا تھا۔

خلاصہ:

میثاق مدینہ نہ صرف دنیا کا پہلا تحریری دستور آئین ہے بلکہ اپنے مضمون اور مفہوم کے اعتبار سے بھی اعلیٰ ترین دستوری و آئینی خصوصیات کا مجموعہ ہے۔اس دستور میں وہ تمام بنیادی خصوصیات نظر آتی ہیں جو ایک مثالی ریاستی دستور میں ہونی چاہئیں۔ میثاق مدینہ کے ذریعے مدینہ منورہ میں پہلی اسلامی ریاست قائم ہوئی جس میں میں مسلم شہریوں کے ساتھ ساتھ اقلیتوں کے جملہ حقوق کو بھی تحفظ فراہم کیا گیا اور تمام شریک فریقوں پر یہ پابندی لگائی گئی کہ وہ دوسرے شہریوں کے حقوق کا خیال رکھیں ۔اس کے ذریعے سے ان لوگوں کی جان ومال کی حفاظت ،امن وامان کی ذمہ داری اور مذہبی آزادی کو خاص مد نظر رکھا گیا تھا۔اس کے برعکس میگنا کارٹا میں وہ تمام خصوصیات حاصل نہیں ہوئی جو ایک عالمگیری آئین کو ہونا چاہیے۔ لہٰذا موجودہ دور میں اس بات کی ضرورت ہے کہ تمام اسلامی ممالک میثاق مدینہ کو سامنے رکھ کر اپنے ملک کا دستوری نظام بنانے کی کوشش کریں ۔کیونکہ عالمی امن اور عالمگیری ریاست صرف اسی طرز پر قائم ہوسکتی ہے جس طرز پر رسول اللہ ﷺ قائم کرکے گئے تھے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International Licence.

حواشی وحوالہ جات

(1): محمد حمید اللہ ڈاکٹر، عہد نبوی میں نظام حکمرانی، اردو اکیڈمی سندھ کراچی، 1981، ص75
Muhammad Hamid Ullah , Ahd Nabwi̱ Myn Nizam Hukamrani, Urdu Acadamy Sindth , 1981 ,s 75

(2) : منصور پوری، قاضی سلیمان، رحمۃ للعالمین، کاشن رام پریس لاہور، 1924، 1/101

Mansoor puri̱ , Qaḍi Suliman, Rahmat Al Almyṉ , Kaṣhṉ Rām press Lahor , 1924, 1 / 101

(3): ابن کثیر؛اسماعیل بن عمر بن کثیر بن ضو بن درع، عماد الدین البدایۃ والنہایۃ، مکتبۃ المعارف بیروت، 1410ھ 1990، 3/224

Aib'n Kathīr ; Ismial B'n Umar B'n Kathīr Bn Dū b'n Dar'i , Imād ạl-Dīyn ạl-Badạth wạl-Nhath, Makabth ạl-Ma'rif Bayrut , 141022 / 3 , 1990ھ

(4): ناصر، ڈاکٹر نصیر احمد، پیغمبر اعظم وآخر، فیروز سنز لمیٹڈ لاہور، س،ن، ص413

Nāṣir,Daktar Naṣir Aḥmad , Pyghmbar Aẓam wa Akhir, Farooz Sons limited lahor, s , n , ṣ413

(5): https://ur.wikipedia.org/wiki/میگنا_کارٹا

(6): Ibid Wikipedia

(7): Ibid Wikipedia

(8): Mahajan Vidya Dhar, Select modern government, S Chand and company Ram Nagar new Delhi 13 addition. 1982 pg.- 2

(9): Ibid pg.- 2

(10): Ibid pg.3

(11) عہد نبوی میں نظام حکمرانی، ص78

(12): Mahajan Vidya Dhar, Select modern government, pg. 2(ibid)

(13): Nicholson. R. A, A Literary History of the Arabs, New York, Charles Scribner's Sons 1907, pg. 173

(14): Tor Andrae, Muhammad the man and his faith, London George Allen and Unwin limited, p190.

(15): Henry Smith Williams M.D. the historian's history of the world, hopper, and Jackson ltd London and New York,1909, vol 8 pg. 291

(16): j Wellhausen, Arab Kingdom and its Fall, University of Calcutta, 1927 pg.7

(17): H. A. R Gibb and J. H. Kramer's, Shorter Encyclopedia of Islam, Cornell University press New York, pg. 397

(18): Hell joseph, The Arab Civilization, W. Heffer & Sons limited Petty Curt Cambridge England 1926, pg. 23

(19): Ibid pg. 24

(20): W. Montgomery Watt, Muhammad at Madina, Oxford at the Clarendon press 1956, pg. 229

(21): https://ur.wikipedia.org/wiki میثاق_مدینہ

(22): Ibid, Wikipedia